محترم جناب حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعد از سلام مسئول عنہ سے ایک مسئلہ کا حل مطلوب ہے،
میں مسمی غلام مرتضیٰ نے ایک شخص لیاقت کو کاروبار کے لیے کچھ رقم دی ہے
کہ وہ اس سے کاروبار کرے جو منافع ہو آدھا وہ رکھ لے اور آدھا مجھے دے دے
مزید اسے اس بات کی بھی اجازت دی ہے کہ دوران کاروبار وہ جو بھاگ دوڑ
کرتا ہے، گاڑیوں کا جو کرایہ لگتا ہے یا موٹر سائیکل میں جو پٹرول وغیرہ کا خرچ
آتا ہے تو منافع میں سے وہ اس کی کٹوتی کر لیا کرے اس کے بعد جو باقی بچے
اس میں سے نصف نصف باہم تقسیم کر لے کیونکہ رات دن تک محنت تو وہ
کرتا ہے اور میں تو گھر بیٹھے اس سے منافع ہی وصول کرتا ہوں جو وہ ہر پندرہ دن
کے بعد مجھے لاکر دیتا ہے۔

اس سوال میں اصل چیز جو حل طلب ہے وہ یہ کہ لیاقت ایک بروکر ہے
جو کہ بلٹی کا کاروبار کرتا ہے۔ اندرون سندھ، پنجاب وغیرہ سے ٹرک یا
ٹریلر مال لے کر آتے ہیں مختلف کمپنیوں یا فیکٹریوں میں، اب ہوتا یہ ہے کہ ٹرک
ڈرائیور، فیکٹری مالکان سے رابطہ کرتے ہیں، فیکٹری مالکان چیک بلٹی کے
ساتھ لگا کر ڈرائیورز کے حوالے کر دیتے ہیں اب وہ چیک دو دن سے لے
کر ہفتے تک کا بھی ہو سکتا ہے اور ہوتا بھی مختلف بینکوں کا ہے کبھی صدر کے
بینک کا کبھی لانڈھی کے کسی بینک کا یعنی کسی ایک جگہ کا چیک نہیں ہوتا
اس صورت میں ان تینوں (ڈرائیور، مالک فیکٹری، بروکر) کا باہمی رابطہ
ہوتا ہے، بروکر ڈرائیور کو Cash دے دیتا ہے اور بلٹی چیک لگی ہوئی وصول
کر لیتا ہے، ڈرائیور کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اسے فوری کیش مل جاتا ہے اور خواری اور
وقت ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے کبھی مالک کا Check (چیک) وقت پر بھی نکل آتا ہے
بروکر جو چیک میں کرایہ لکھا ہوتا ہے وہ کبھی دس ہزار ہے اس کو لاکر تک وہ کیش کی صورت
میں ڈرائیور کے حوالے کر دیتا ہے اب ڈرائیور چونکہ جلدی فارغ ہو گیا اور ادھر
ادھر کی بھاگ دوڑ سے بھی بچ گیا تو خوش ہو کر اپنی مرضی سے بغیر طے شدہ کبھی
پانچ سو، کبھی اڑھائی تین ہزار بروکر کو دے دیتا ہے، ڈرائیور چلا جاتا ہے اور اب
بینک وغیرہ کی بھاگ دوڑ بروکر کرتا ہے یہی اس کی روزی روٹی کا سلسلہ ہے واضح رہے
کہ وہ طے کر کے نہیں لیتا بلکہ ٹرک ڈرائیور اپنی مرضی اور خوشی سے یہ رقم اسے دیتا ہے۔ کیا مذکورہ
طریقے سے کاروبار شریعت کی رو سے جائز ہے اور اگر جائز نہیں تو
① اس طریقے کی تصحیح یا کوئی متبادل طریقہ ہے جو شرعاً جائز ہو؟
② اب تک جو رقم ہم منافع کی مد میں استعمال کر چکے ہیں تو اس کا کیا حکم ہے اور
اس کا ازالہ کیسے ممکن ہے؟ کہیں یہ سود کے زمرے میں تو نہیں آتا۔

1199

جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں

المستفتی غلام مرتضیٰ
والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

۱۔ سوال میں ذکر کردہ طریقہ کے مطابق بروکر کا ٹرک ڈرائیور کو رقم قرض دے کر اس پر زائد رقم وصول کرنا ناجائز ہے، کیونکہ ڈرائیور کو چیک کے بدلے میں دی گئی رقم کی شرعی حیثیت قرض کی ہے اور قرض دیکر اس پر اضافہ وصول کرنا ربا میں داخل ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔ خواہ وہ اضافہ کم یا زیادہ ہوتا رہتا ہو۔ اس لئے مذکورہ معاملہ سے اجتناب کرنا لازم ہے۔ البتہ اس معاملہ کے صحیح ہونے کی متبادل صورت یہ ہے کہ:

(الف) سب سے پہلے ٹرک ڈرائیور، بروکر کو بینک سے چیک کے ذریعہ رقم وصول کرنے کا وکیل بنا دے، اور اس وکالت پر ٹرک ڈرائیور، بروکر کو کچھ اجرت بھی دے دے۔

(ب) اس کے بعد نئے معاملے کے ذریعہ ٹرک ڈرائیور چیک پر تحریر شدہ رقم کے بقدر بروکر سے قرض لے لے اور بروکر کو اس کا اختیار دیدے کہ جب بینک سے چیک کے عوض رقم وصول ہو جائے تو اس رقم سے وہ اپنا قرض وصول کرلے۔ اس طرح یہ دو معاملات علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے اور شرعی لحاظ سے بھی دونوں درست ہونگے۔ (ماخذہ فقہی مقالات ۱/۱۰)

۲۔ مذکورہ معاملہ چونکہ قرض پر اضافہ کی صورت میں ربا میں داخل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، اس لئے ابتک جو رقم منافع کی مد میں آپ اور آپ کا مضارب (بروکر) استعمال کر چکے ہیں، اس کا لوٹانا ان ٹرک ڈرائیوروں کو واجب ہے جن سے وہ رقم وصول کی گئی ہے، اور اگر اس رقم کا لوٹانا ممکن نہ ہو تو بلا نیتِ ثواب اسکا

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

صفحہ کرنا لازم ہے۔

لما فی بحوث فی قضایا فقہیۃ معاصرۃ ۲۰/۱

وان خصم الکمبیالۃ بھذا الشکل غیر جائز شرعًا۔ اما لکونہ بیع الدین من غیر من علیہ الدین او لانہ من قبیل بیع النقود متفاضلۃ ومؤجلۃ، وحرمتہ منصوصۃ فی احادیث ربا الفضل۔

وفیہ ایضًا ۲۱/۱

ولکن ھذہ المعاملۃ یمکن تصحیحھا بتغییر طریقھا۔ وذلک ان یوکل صاحب الکمبیالۃ البنک باستیفاء دینہ من المشتری (وھو مصدر الکمبیالۃ) و یدفع الیہ اجرۃ علی ذلک ثم یستقرض منہ مبلغ الکمبیالۃ، ویأذن لہ ان یستوفی ھذا القرض مما یقبض من المشتری بعد نضج الکمبیالۃ فیکون ھناک معاملتان۔۔۔۔ فتصبح کلتا المعاملتین علی أسس شرعیۃ

وفی الشامیۃ ۳۸۵/۹

ویردونھا علی اربابھا ان عرفوھم والا تصدقوا بھا لان سبیل الکسب الخبیث التصدق اذا تعذر الرد علی صاحبہ۔

وفی الاختیار لتعلیل المختار ۳/۳

والملک الخبیث سبیلہ التصدق بہ ولو صرفہ فی حاجۃ نفسہ جاز ثم ان کان غنیا تصدق بمثلہ وان کان فقیرا لا یتصدق۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

ذیشان عبد العزیز غفرلہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ
۱ مئی ۲۰۱۱ء

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفا اللہ عنہ
۲۷/۵/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح
[illegible]
۲۸/۵/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفراللہ لہ
۲۷/۵/۱۴۳۲ھ

دار الافتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں مذکورہ معاملہ شرعاً جائز نہیں کیونکہ ٹرک والے کے پاس جو بینک چیک ہے وہ اس کے دائن (قرض خواہ) ہونے کی رسید ہے تو ٹرک والا دائن ہوا اور بینک مدیون، لہٰذا مذکورہ صورت میں ٹرک والوں کا ماڑی پور کے بروکر کو ۹۹۰۰۰ کا بینک چیک دیکر ۹۷۰۰۰ روپے وصول کرنادراصل "بیع الدین لغیر من علیہ الدین یاحوالۃ الدین بانقص من الدین" ہے جو کہ شرعاً جائز نہیں لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے۔

البتہ اسکی جائز متبادل صورت یہ ہوسکتی ہے کہ یہاں دو مستقل عقد کئے جائیں پہلا یہ کہ ٹرک والا ماڑی پور کے بروکر کو بینک سے اپنے پیسے وصول کرنے کا وکیل بنائے اور اس خدمت کے عوض اس کے لئے ایک معین اجرت (مثلاً مذکورہ صورت میں ۲۰۰۰ روپے) بھی متعین کردی جائے پھر اجرت پیشگی دیدی جائے یا وصولی کے بعد دینے کا وعدہ کیا جائے۔

پھر یہ ٹرک والا ماڑی پور کے بروکر سے مثلاً ۹۷۰۰۰ روپے قرض لے لے، اس صورت میں ٹرک والے کے ذمہ اس بروکر کا کل ۹۹۰۰۰ روپے دین بن جائیگا (۹۷۰۰۰ روپے اصل قرض، اور ۲۰۰۰ روپے وکالت کی اجرت) لہٰذا بروکر کے بینک سے پیسے وصول کرنے کے بعد ان پیسوں کا آپس میں مقاصہ ہو جائیگا۔

البتہ واضح رہے کہ اس متبادل صورت کے جواز کے لئے بھی چند شرائط ہیں۔

(۱) مذکورہ دونوں عقود کو ایک دوسرے سے بالکل جدا رکھا جائے۔

(۲) بینک سے اس چیک پر پیسوں کی وصولیابی کی تاریخ کے کم یا زیادہ ہونے پر وکالت کی اجرت کو مربوط نہ کیا جائے مثلاً اگر جلدی حاصل ہو تو اجرت کم ہوگی اور اگر دیر سے وصول ہو جائے تو اجرت زیادہ ہوگی۔

(۳) بروکر کے قرض دینے کی وجہ سے اس کی اجرت میں اضافہ نہ کیا جائے۔

(۴) یہ بھی واضح رہے کہ اگر رقم وصول نہ ہوئی تو بھی بروکر اجرت کا مستحق ہوگا جبکہ اس کی محنت میں کوئی کوتاہی نہ ہو۔

الموطأ بروایۃ الامام محمد بن الحسن الشیبانی (ج ۳ / ص ۲۵۱)

أخبرنا مالك أخبرنا موسى بن ميسرة : أنه سمع رجلا يسأل سعيد بن المسيب فقال : إني رجل أبيع الدين وذكر له شيئا من ذلك فقال له ابن المسيب : لا تبع إلا ما آويت إلى رحلك،

قال محمد : وبه نأخذ . لا ينبغي للرجل أن يبيع دينا له على إنسان إلا من الذي هو عليه لأن بيع الدين غرر لا يدرى أيخرج منه أم لا . وهو قول أبي حنيفة رحمه الله

كتاب الحجة على اهل المدينة (ج ۲ / ص ٦٩٩) • باب بيع الدين • محمد قال قال

Scanned by CamScanner

ابو حنيفة لا ينبغي ان يشتري دينا على رجل حاضر ولا غائب ولا على ميت باقرار من الذي عليه الدين ولا بإنكار لان ذلك كله غرر لا يدري أيخرج ام لا

بدائع الصنائع (ج ٥ / ص ١٤٨)

ولا ينعقد بيع الدين من غير من عليه الدين لأن الدين إما أن يكون عبارة عن مال حكمي في الذمة وإما أن يكون عبارة عن فعل تمليك المال وتسليمه وكل ذلك غير مقدور التسليم في حق البائع ولو شرط التسليم على المديون لا يصح أيضا لأنه شرط التسليم على غير البائع فيكون شرطا فاسدا فيفسد البيع ويجوز بيعه ممن عليه لأن المانع هو العجز عن التسليم ولا حاجة إلى التسليم ههنا ونظير بيع المغصوب أنه يصح من الغاصب ولا يصح من غيره إذا كان الغاصب منكرا ولا بينة للمالك ولا يجوز بيع المسلم فيه لأن المسلم فيه مبيع ولا يجوز بيع المبيع قبل القبض

البحوث (٢/١٢٢)

وان هذا الطريق يشترط لجوازه امور:

الاول :ان يكون كل واحد من العقدين منفصلا عن الاخر۔۔الثانی :ان لاتكون اجرة الوكالة مرتبطة بمدة نضج الكمبيالة ،بحيث تكون الاجرة زائدة ان كانت المدة طويلة وتكون اقل ان كانت قصيرة،الثالث :ان لا يزاد فی اجرة الوكالة بسبب القرض الذی اقرضه البنک فانه يكون حينئذ قرضا جر منفعة۔ واللہ اعلم بالصواب

عبدالرحمن

بندہ عبید الرحمن نوشہروی

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲۳ رجب ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح

اصغر علی ربانی

۲۵ رجب ۱۴۳۳

الجواب صحیح

۲۳/۷/۱۴۳۳ھ

دار الافتاء

صحیح

احقر محمود اشرف غفراللہ

۱۴۳۳

Scanned by CamScanner